chapter - 8
conclusion

باب ہشتم

ماحصل

اس مقالے کے مختلف ابواب میں اب تک جو کچھ بھی تحریر ہوا اس کی روشنی میں یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ساحر نے اپنی فہم و فراست اور میلانِ طبع کے زیرِ اثر مختلف النوع شعری اصناف کو اپنے جذبات اور خیالات کا وسیلہ بنایا ہے اور اپنی فنی و فکری صلاحیتوں کے ذریعے حتی المقدور ان اصناف کے شعری محاسن اور معنوی تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ساحر اپنی ذاتی زندگی میں جن حادثات سے دوچار ہوئے، نجی زندگی میں ان کو جس قدر محرومیوں اور شکستوں کا سامنا کرنا پڑا، مفلوک الحال انسانوں اور افلاس زدہ کسانوں پر زمین داروں کے قہر و جبر کا جو منظر انھوں نے دیکھا، سماجی جبر سے پیدا شدہ عورتوں کی زبوں حالی اور عام انسانی زندگی کے کرب و اضطراب کا جو احساس ان میں پیدا ہوا اور خاندانی ماحول اور سماجی و سیاسی حالات میں جس طرح کے انقلابات رونما ہوئے، ان سب نے مل کر ساحر کے دل و دماغ پر خاندانی وراثت اور سماجی کثافت کے برخلاف منفی اثرات مرتب کیے جن سے وہ تا عمر پیچھا نہ چھڑا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا تخلیقی رویہ شدید ترین احتجاج کی شکل میں نمایاں ہوا لیکن یہ احتجاج نعرہ بازی سے عبارت نہیں ہے اور نہ جھنجلاہٹ کے تشدد آمیز رویوں سے تشکیل پایا ہوا ہے بلکہ اس میں ایک دکھی دل کی پکار اور فریاد ہے اور ایک انسان دوست اور آزادی خواہ شخص کا استحصال پسند طبقہ پر طنزیہ وار ہے۔ (جس کی تفصیلات اس مقالہ کے مختلف ابواب میں دیکھی جا سکتی ہے)۔

ساحر ہر چند کہ ترقی پسند ادبی تحریک سے وابستہ تھے لیکن انھوں نے چند ترقی پسند انتہا پسندوں کی ہدایت پر اپنی شاعری کو نہ تو سیاسی آلۂ کار کا وسیلہ بنایا اور نہ حلقۂ اربابِ ذوق کے زیرِ اثر وجود میں آنے والے مبہم اندازِ بیان کی حوصلہ افزائی کی بلکہ انھوں نے اپنی شاعری کے ذریعے سماجی نقائص اور اجتماعی زندگی کے گوناگوں مسائل کے حل کا وہی طریقۂ کار اختیار کیا جو اس تحریک کے بنیادی اغراض و مقاصد کی شکل میں موجود تھا لیکن انھوں نے بعض خیال اور نقطۂ نظر کو نظم کر دینے کو ہی وسیلۂ نجات تصور نہ کیا بلکہ اپنے انفرادی تجربات و محسوسات اور اپنے منفرد جذبات و تاثرات کو فنکاری کے ساتھ اس طرح پیش کیا کہ ان کا انفرادی رنگ بن گیا۔ ساحر ایسے شعراء میں سے ایک ہیں جن کی انفرادیت، اجتماعیت سے ہم آہنگ ہو کر ایک وحدت بن گئی ہے گویا انھوں نے آپ بیتی کو جگ بیتی بنا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری قاری پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے اور چوں کہ ساحر کے مخاطب عوام ہیں لہٰذا انھوں نے ہر اس عمل کی کھل کر مخالفت کی ہے جس سے انسانیت کی اعلا قدریں مجروح ہوتی ہیں نیز اپنے افکار و خیالات کی ترسیل کے لیے ایسی زبان کا انتخاب کیا جو عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ دل کے تاروں کو بھی مرتعش کر دے۔

اس لحاظ سے ساحر کی شاعری نہ صرف مسائلِ حیات کی پیچیدگیوں اور اجتماعی زندگی کی ناآسودگیوں کی ترجمان ہے بلکہ ساحر کے بنیادی طریقۂ کار اشتراکی حقیقت نگاری کی پہچان بھی ہے اور ان حقائق کا اظہار بھی ہے جو سرمایہ و محنت کے تضاد، محنت کش اور مفلوک الحال عوام کے آلام و مصائب اور نسلی اور طبقاتی تقسیم کی شکل میں نمایاں ہیں۔

جس طرح یہ صدی شکست و ریخت کی صدی رہی ہے اسی طرح ساحر

کی زندگی بھی مختلف سماجی و تہذیبی اقدار کے مابین کش مکش سے دوچار رہی ہے پھر جہدِ آزادی کے ساتھ ساتھ روس کے انقلاب اور جنگوں کے سیلاب نے بھی ساحر کی شخصیت کو متاثر کیا ہے۔ جن کے واضح نقوش نظم نگاری اور غزل گوئی کے باب میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں نیز سوانحی باب میں بھی اس کی نشاندہی کی گئی ہے۔

ساحر نے استحصالی اور استعماری نظام سے زندگی بھر سمجھوتا نہیں کیا اور دیر و حرم کی کش مکش سے نجات کی خاطر اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی کی علامت بن کر تمام عمر اپنے افکار کے ذریعہ عوام میں حوصلہ و امنگ پیدا کرتے رہے۔ چنانچہ ساحر کی تخلیقات کے پیشِ نظر یہ کہنا زیادہ آسان ہے کہ انھوں نے زندگی سے پیار کیا ہے اور اپنی نظموں اور غزلوں کے ذریعے لوگوں میں محبت کا جذبہ بھی جگایا ہے قدرت نے ان کو انسانیت کا جو درد بخشا تھا وہ درد ان کی پوری شاعری میں منعکس ہوا ہے۔ لہٰذا میرا استدلال یہ ہے کہ ساحر کی تمام تر کاوشوں کا معتدبہ حصہ بہر لحاظ "ادب العالیہ" قرار پائے گا۔ کیوں کہ انھوں نے نہ صرف زندگی کے حسن کے گیت ہی گائے ہیں بلکہ اس کے امکانات کی طرف واضح اشارے بھی کیے ہیں۔ جس طرح ساحر کی شخصیت فعال رہی ہے اسی طرح ان کی کاوشیں بھی نہ صرف **اس عہد** میں ہی کارآمد رہی ہیں بلکہ آج بھی ان کی افادیت برقرار ہے۔ کیوں کہ وہ نہ صرف عہدِ ساحر کے حالات و ماحول کی ترجمان ہیں بلکہ موجودہ معاشی و معاشرتی مسائل، سیاسی حالات اور تہذیبی و ثقافتی اقدار کی عکاس بھی ہیں۔

اردو کی ادبی تاریخ کو ساحر کی یہ دین کم نہیں کہ ان کے یہاں عوام کے بنیادی مسائل کے حل کے لیے سماجی انقلاب کا جو رجحان ملتا ہے وہ نہ صرف ان کی شاعری کے رجائی پہلو کو اجاگر کرتا ہے بلکہ خدمتِ خلق کے ان کے

جذبے کا نمائندہ بھی ہے۔ جن کی تفاصیل نظمیہ، غزلیہ اور فلمی شاعری کے باب میں پیش کی جا چکی ہے۔

ساحر نے نظمیں بھی کہی ہیں اور غزلیں بھی اور مرثیہ مثنوی اور سہرے بھی کہے ہیں جب کہ فلمی سطح پر ان اصناف کے علاوہ گیت، بھجن، حمد، رخصتی اور قصیدہ ایسی اصناف بھی مستعمل رہی ہیں لیکن ان تمام اصناف میں طبع آزمائی کرنے کے باوصف انھوں نے ہیئتی سطح پر کسی طرح کا اجتہاد نہیں کیا بلکہ بیشتر مروجہ ہیئتیں ہی ان کے افکار و نظریات کے اظہار کا ذریعہ بنی ہیں۔ مزید برآں ان کی فلمی شاعری کا بھی اپنا ایک مقام ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ فلمی نغموں کو معیار و اعتبار دلانے میں ساحر کے نغموں کو اولیت حاصل ہے۔ دوسرے یہ کہ ساحر کی شاعری جذبے کے خلوص اور احساس کی شدت کے ساتھ ساتھ مضمون آفرینی، تخیل کی بوقلمونی، موضوعات کے تنوع اور سادگی و سلاست سے آراستہ ہے جو نہ صرف اپنے لب و لہجہ کے اعتبار سے ہی بلکہ انداز بیان کے لحاظ سے بھی روایتی شاعری سے یکسر مختلف ہے انھی خصوصیات شعری کی بدولت ساحر معاصر شعراء میں ممتاز قرار پاتے ہیں نیز ان کا امتیاز یہ بھی ہے کہ اول تو ان کے یہاں صفات سے فضا پیدا کرنے کا رجحان ملتا ہے دوسرے یہ کہ ساحر الفاظ اور استعاروں کے ذریعے کیفیت پیدا کرنے کے ماہر ہیں اور تیسری منزل وہ ہے جس میں ان کے یہاں جدید آہنگ کا اضافہ ہوا ہے ان کے علاوہ وہ پہلو بھی ہے جو ساحر کی شاعری میں نرمی، حلاوت، نغمگی اور اثر انگیزی کا احساس دلاتا ہے جو ان کے رومانی رجحان کی دین ہے۔ یہی سبب ہے کہ انتہائی شدید جذبات کی ترجمانی میں بھی تقریباً ان کا انداز معتدل اور متوازن رہتا ہے۔

ساحر زندگی کو خوش گوار اور متحرک دیکھنے کے متمنی ہیں اور یہ آرزومندی حیات و کائنات کے پیچ در پیچ مسئلوں اور عصرِ حاضر کی کلفتوں کو شاعری میں سمو لینے کے اس عمل کو مترشح کرتی ہے جس میں جذبے کا خلوص، فکر کے تعمق اور احساس کی شدت سے ہم آہنگ ہو کر ایک وحدت بن جاتا ہے ۔ یہی وحدت ساحر کی حیات اور ان کے کارناموں کی اساس ہے ۔